ضعیف الاعتقادی

تحریر:
جناب غلام سرور قریشی
ریٹائر ٹیچر عباس پورہ جہلم

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ جلّ وعلا ہر قسم کے ضعف و عجز سے مبرا ہے۔ وہ اس کائنات کا حاکم علی الاطلاق ہے۔ اس کی حکومت اس کی ذاتِ والا صفات کی طرح قائم بالذات ہے۔ اس کا جاہ وجلال، اس کا دبدبہ اور اس کی جدِّ عالی شان کسی بھی خارجی عنصر یا کارکن پر منحصر نہیں ہے۔ ملائکہ مقربین، جنات، آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد نہ تھی تو بھی وہ اتنے ہی رتبہ کا حاکم مطلق اور شہنشاہِ معظم تھا جتنا کہ اس سب کچھ کو نیست سے ہست میں لانے کے بعد اب ہے اور ابدالآباد تک رہے گا۔

اسلام اس کا اپنا مرتبہ و پسندیدہ دین وحید ہے۔ اس نے اس کی ترتیب وتدوین میں کسی سے مشورہ نہیں لیا اور نہ ہی وہ اس کے نفاذ میں اپنے کسی غیر کی پیشگی یا بعد کی رضامندی لینا ضروری سمجھتا تھا اور نہ اب سمجھتا ہے اور نہ ہی آئندہ اسے یہ ضرورت کبھی لاحق ہوگی۔ وہ اپنی ہر بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے مثلاً چاہے تو مچھر کی مثال دے ڈالے۔ وہ اپنا ہر فیصلہ خود کرتا ہے اور چاہے تو اپنے کسی فیصلہ کا نفاذ واجراء آسمان سے خود ہی کر ڈالے اور سیدہ زینبؓ کو حرم محمد ﷺ میں داخل کر دے۔ وہ جاہلی عرب کی اس رسم کو مٹانا چاہتا تھا جس کے تحت منہ بولا بیٹا، بمنزلہ حقیقی بیٹا کے تھا۔ اس کی بیوی، منہ بولے باپ کی بہو اور منہ بولا باپ اس کا سسر ہوتا تھا اور یوں وہ منہ بولے بیٹے کے طلاق دینے، یا مر جانے کی صورت میں منہ بولے سسر پر اسی طرح حرام تھی، جس طرح حقیقی بہو، حقیقی سسر پر مطلق حرام ہوتی ہے۔

اس نے پوری قوت کے ساتھ اعلان کر دیا کہ منہ بولے، تمہارے منہ بولے رشتے ہیں جن پر اللہ کا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ لہٰذا یہ باطل کئے جاتے ہیں۔ رشتے وہی ہیں جو ہم نے قائم کئے ہیں۔ ہمارے نبی محمد ﷺ زیدؓ کے باپ نہ تھے۔ زیدؓ ان کے بیٹے نہ تھے۔ زینبؓ ان کی بہو نہ تھی یوں وہ اس کے سسر نہ تھے اور پھر ''زوجنٰکھا'' فرما کر سیدہ زینبؓ کو زیدؓ سے طلاق کے بعد حرم نبی میں داخل کر دیا اور کوئی چوں نہ کر سکا۔ اسے معلوم تھا کہ مخالفین اسلام نبی ﷺ پر زبانِ طعن وا کریں گے تو ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر کیا گزرے گی...... پر اسے تو اپنا کیا ہوا فیصلہ پوری قوت کے ساتھ یہ سنا کر نافذ کرنا تھا: ﴿وکان امر اللہ

مفعولا ﴾اس تمہید میں ہم نے یہ بتایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ جب اپنی کسی قوت کا استعمال فرماتے ہیں تو وہ ہر قسم کے ضعف سے مبرا ہوتے ہیں۔ ملائکہ مقربین جو اس کے فیصلوں پر عمل درآمد کراتے ہیں، وہ اس کے بے بس کارکن ہیں، یہ نہیں ہوتا کہ ملائکہ اپنی کسی طاقت سے فیصلوں کا نفاذ کرتے ہیں۔ وہ تو محض اس کے غلام ہیں، حقیقت واقعی یہ ہے کہ اس کی ساری حکمرانی اپنے ہی ''کُن'' سے ہے۔ اسلام اس کا اپنا پسندیدہ دین ہے جس کا مرتّب وہ خود ہے۔ جب وہ اس کی ترتیب اور تدوین کر رہا ہوگا تو اس کے سامنے اپنے پیدا کردہ انسان کی ضروریات، خواہشات اور تکلیف و آسائش موجود تھیں۔ اس نے دین کو محکم بنیادوں پر استوار کیا اور ہزارہا سال کے بعد حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر اسے آخری، حتمی اور دائمی شکل دے دی۔ ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ وہ اپنے دین پر کسی سے کوئی سمجھوتہ نہیں کرتا اور بڑی شانِ بے نیازی سے زبان نبی ﷺ سے کہلواتا ہے: ﴿لکم دینکم ولی دین﴾

یہ اس حکیم مطلق کا مقرر کردہ ضابطہ حیات ہے جو اسی حاکمِ مطلق نے خود ترتیب دیا ہے۔ جس طرح اس کی حکمرانی ضعف سے بری ہے، اسی طرح اس کا دین ضعف سے پاک ہے۔ دین کے اعتقادات مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر قائم ہیں۔ انکے اندر کوئی کمزوری، کوئی نقص اور کوئی ضعف نہیں ہے لہٰذا ضعیف الاعتقادی کا دینِ متینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ضعیف الاعتقادی اوہام پرستی ہے جب کہ دین یقین محکم پر قائم ہے۔ مسلمان کبھی ضعیف الاعتقاد ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کے سامنے اسلام ہے اور اسلام نے مہد سے لے کر لحد تک کے سارے معاملاتِ زندگی یقینی بنیادوں پر طے کر دیئے ہیں۔ یوں مسلم کسی معاملے میں تشکیک یا عدم یقین کا شکار نہیں ہوسکتا۔

زندگی میں سب سے بڑی ناگوار حقیقت موت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری قطعیت کے ساتھ کہہ دیا اس کا وقت اس نے مقرر کر دیا ہے۔ وہ اٹل ہے۔ اب کالی بلی راہ کاٹے یا نہ کاٹے، یہ آکر رہے گی۔ نفع نقصان کو اپنے قبضہ قدرت میں رکھا اور بتا دیا کہ اس کے اس اختیار میں کسی کا دخل نہیں ہے۔ اس کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں اور جو کچھ وہ روک لے وہ دینے والا کوئی نہیں تو پھر ٹوٹتا ہوا آئینہ کس بدقسمتی کی نشانی بن سکتا ہے؟ ناکامی اور کامیابی کو محنت کا مرہون کر دیا تو پھر کسی کے رول نمبر میں 13 کا ہندسہ آجانے سے اس اصول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ جادوگر کی مضرت رسانی یقینی طور پر بتا دی مگر ساتھ کہہ دیا کہ وہ اتنا ہی نقصان دے سکتا ہے۔ جتنا وہ اللہ چاہے۔ پھر یقین کے ساتھ اس کا علاج قرآن پاک میں بیان کر دیا۔

اوہام پرستی اور ضعیف الاعتقادی دراصل انسان کی کمزوریاں ہیں۔ جن واقعات زندگی کی وہ توجیہ نہیں کرسکتا

یا جن اسباب پر اس کی نظر نہیں ہوتی، وہ انہیں جادو یا سایہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ جنات کا سایہ بھی ہے مگر اکثر حالات میں سایہ جیسی کیفیات مرگی یا ہسٹیریا کی وجہ سے سامنے آتی ہیں جو سراسر بدنی عوارض ہیں۔ نوجوان لوگ زیادہ تر شدت جذبات کے حملے میں متاثر ہو کر اچانک گر پڑتے ہیں۔ یہ شدت عموماً قوائے شہوانیہ کے غلبہ سے ہوتی ہے اور والدین بچوں کی سراسر اس جسمانی ضرورت کی تکمیل میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور وہ ہسٹیریا کا شکار ہو جاتے ہیں مگر وہ اصل محرکات کو سمجھنے اور ان کا علاج کرانے کی جگہ اسے جنات کا سایہ کہہ کر نام نہاد عاملوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔

مرگی کا دورہ بھی دماغ پر کسی پرانی چوٹ یا صدمہ کی دماغ کے خلیات میں بازگشت سے ہوتا ہے۔ اعصاب پر تشنج ہو جاتا ہے۔ منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔ صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ ڈاکٹری علاج کرایا جائے لیکن اکثر حالتوں میں لوگ ٹونے ٹوٹکے شروع کر دیتے ہیں اور تعویذ گنڈے کا سہارا لیتے ہیں جو جسمانی عوارض پر خاک اثر بھی نہیں رکھتے۔ ہاں اگر کوئی ماثور دعاؤں کا دم کرے تو بہت سے امراض کا شافی علاج ہو جاتا ہے۔

ضعیف الاعتقادی کی بنیاد جہالت ہے اور یہ جہالت یہی نہیں کہ بندہ نے ایم۔ اے نہیں کیا بلکہ یہ ہے کہ انسان میں حقیقت پسندی کا فقدان ہوتا ہے۔

رزق کے باب میں خصوصاً اور دیگر میدانوں میں عموماً ﴿لیس لِلانسان الا ماسعیٰ﴾ کا قانون لاگو ہے۔ پھر اس سے آگے یہ بھی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ وہ کسی کا رزق کثیر یا قلیل کر دے، اور جسے چاہے بے حساب رزق دے ڈالے۔ انسان سمجھتا ہے کہ رزق کثیر جو خوش قسمتی کی سب سے بڑی دنیوی دلیل ہے، عقیق اور زمرد جیسے بے جان پتھروں میں رکھ دیا گیا ہے اور بے وقوف انسان اپنی دس انگلیوں پر دس قسم کے پتھر لئے پھرتا ہے اور آپ کو معلوم ہے پیشہ ور گداگروں اور ملنگوں نے یہ پتھر سب سے زیادہ پہنے ہوتے ہیں بلکہ گلے میں عقیق، زمرد اور سنگ یشب وغیرہ کی مالائیں پہنی ہوتی ہیں مگر انہیں بد قسمتی کی انتہا، یعنی گلیوں میں گداگری کا ذریعہ رزق ملا ہے۔

اسی طرح لوگ اور خاص طور پر بن بیاہی لڑکیاں اپنی شادی وغیرہ کے احوال نجومیوں سے دریافت کرتی ہیں اور وہ انہیں رسائل واخبارات کے ذریعے جواب دیتے ہیں، اور ساتھ مبارک پتھر اور مبارک ساعت میں پہننے کی ہدایات دیتے ہیں۔ یہ سراسر ضعیف الاعتقادی کا کرشمہ ہے اور سینکڑوں لڑکیاں ان جھوٹے احوال اور بے جان پتھروں کی نام نہاد برکات سے محروم رہ کر بوڑھی ہو گئیں۔ ساعات، جزو زمانہ ہیں، اور زمانہ خود الہ ہے اس لئے سب ساعات مبارک ہیں۔ کوئی ساعت نحس نہیں البتہ یقینی بات یہ بتا دی گئی کہ تہجد کی ساعت قبول دعا کا وقت ہے، اور نماز فجر بھی۔

مردِ مسلمان کی راہ کالی بلی کاٹے یا کتا، اس کی ان کامیابیوں اور سعادتوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جو اللہ نے اس کے درپیش تجارتی سفر میں اس کے مقدر میں لکھ دی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة﴾ ''جو لوگ ایمان لائے اور پھر اپنے اس ایمان پر استقامت سے جم گئے تو اللہ ان پر فرشتے نازل کریں گے''۔ یہ نزول ملائکہ محض تمثیلی معاملہ نہیں۔ یہ حقیقی اور حسی نزول ہے۔ ایمان محکم والے لوگوں پر آج بھی فرشتے اترتے اور انکے رب کی طرف سے سلامتی و کامیابی کے پیغامات لے کر آتے ہیں مگر یہ سعادت عقیق و زمرد کے نگ والی انگشتری کسی مبینہ مبارک ساعت میں زیبِ انگشت کرنے والوں اور کالی بلی یا سفید بلی کو نحوست کی علامت کہنے والوں کے حصے میں نہیں آتی۔ گنڈے تعویذ گلے میں لٹکانے والوں کے حصے میں نہیں آنی ہے۔

ردِ بلا کیلئے صدقہ کا زبردست عقیدہ ہمیں سکھا دیا گیا ہے۔ حاجات برآری کیلئے دوگانہ نمازِ حاجت تعلیم کر دی گئی ہے۔ مستحکم ایمان والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راوی ہیں کہ وہ نماز حاجت کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے تو ان کی حاجت پوری ہو چکی ہوتی۔ اپنے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے راہنمائی طلب کرنے کیلئے دعائے استخارہ سکھا دی گئی تو نجومیوں کی خدمات کا حاصل کرنا، ان سے اپنے قسمت کے احوال معلوم کرنا اور طوطوں سے فال گیری کے لفافے اٹھوانا ضعیف الاعتقادی نہیں تو پھر کیا ہے اور اعتقاد کا ضعف، مسلمان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ قبولِ دعا اور حل مشکلات کیلئے نبی ﷺ نے سینکڑوں دعائیں پوری قطعیت کے ساتھ تعلیم فرما دیں جن کے بابرکت نتائج مضبوط ایمان والے متوکلین علی اللہ دن رات دیکھتے ہیں۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر میدانِ عمل میں کود پڑو اور روئے زمین پر پھیلے اس کے خزائن سے اس کا فضل ڈھونڈو تو وہ تمہاری جھولیاں بھر دے گا۔ مگر ضعیف الاعتقادی تمہیں ان دھوکا بازوں کے درباروں میں لے جاتی ہے جو تمہیں کاغذ کے پرزوں پر الٹے سیدھے نقش بنا کر تھما دیتے ہیں اور جب وہ یہ کام کر رہے ہوتے ہیں تو ان کی نظر تمہاری جیب پر ہوتی ہے۔ وہ تمہاری فیسوں پر گلچھرے اڑاتے اور کاروں میں اڑے پھرتے ہیں اور تم ان کے دفاتر میں جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہو جبکہ وہ خود سنگ مرمر کے محلات میں رہتے ہیں اور ان کے باتھ رومز میں اٹلی کی ٹائلیں لگی ہیں۔ یہ سزا ہے تمہاری ضعیف الاعتقادی کی کہ تمہاری جہالت سے انہوں نے اپنی دنیا جنت بنالی ہے پر تمہاری آنکھوں پر ایسی پٹی بندھی کہ تم یہ بھی نہیں دیکھ سکتے کہ تمہیں کاغذی نسخے دینے اور خاکِ شفا کھلانے والوں کو جب ہارٹ اٹیک ہوتا ہے تو چوکڑیاں بھول جاتے ہیں اور پمز میں جالیٹتے ہیں۔ اسلام نے تمہیں یقینی نسخۂ کیمیائے شفا دے دیا ہے۔ اہل ایمان کو جب مصیبت آتی ہے تو وہ نماز پڑھتے اور اللہ سے صبر و استقامت کے ساتھ استعانت طلب کرتے ہیں اور ''انا لله وانا الیه راجعون'' کا وظیفہ اختیار کرتے ہیں۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ ساتھ کامیابی، شفا اور مصیبت سے

نجات کی خوشخبری بھی دی جاتی ہے۔اور کیا چاہتے ہو؟ تم اتنے ضعیف الاعتقاد ہو گئے ہو کہ اپنے ہی ہاتھ کی لکیروں میں اپنی تقدیر کے احوال مخفی سمجھنے لگ گئے ہو۔حالانکہ صحابہ کے یہی ہاتھ تلواروں پر ہوتے تھے اور اللہ ان کی تقدیروں کے فیصلے ان کے ہاتھ کی لکیروں کی بنا پر نہیں کرتا تھا بلکہ ان کے جوشِ جہاد کو منظور فرما کر ان کے ہاتھوں کو 'ید اللہ'' فرما دیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی مبارک جہادی سرگرمی کا آغاز قرآن پاک سے فال لے کر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ حالات کا درست تجزیہ کرتے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے میدانِ جہاد میں کود پڑتے اور فتح کے پھریرے اڑاتے تھے۔تم کن باتوں میں لگ گئے ہو کہ تمہیں پیچھے سے کوئی آواز دے ڈالے تو اسے نحوست کی علامت سمجھ کر سفر ملتوی کر دیتے ہو۔تم ایام ہفتہ میں سے بعض کو مبارک اور بعض کو منحوس کہتے ہو یہ تمہیں سوائے ہندوؤں کے کس نے سکھایا ہے؟ تم اللہ کو اپنا محافظ اور نگران کہنے کی جگہ اپنے بازوؤں پر گنڈے اور تعویذ باندھتے ہو مگر تمہاری مت ماری گئی کہ تم نہیں دیکھ پاتے ہو کہ جن لوگوں نے اپنا ضامن، غیر اللہ کو بنایا تھا، جب وقت اجل آ گیا تو انہیں کوئی نہ بچا سکا۔

ہندومت کی بنیاد سراسر اوہام پر ہے۔ان کے کیا کہنے جو بادلوں کی گرج چمک کو دیوتاؤں کے جنگ وجدل کا غوغا مانتے ہیں۔ جو امساکِ باراں کو دیوتاؤں کا غضب کہتے ہیں اور دیوتاؤں کو خوشش کرنے کیلئے پرنالوں کے نیچے ماش کی دال ڈھیر کرتے ہیں۔تمہارے نبی ﷺ نے تمہیں ابرِ کرم کے برسنے کی بے شمار دعائیں تعلیم فرمائی ہیں اور نمازِ استسقاء کا حکم دیا ہے ہنود کی راکھیاں کیا خاک حفاظت کرتی ہیں۔جبکہ ہماری آیۃ الکرسی کا دم ہمیں ہر بلا سے محفوظ رکھنے کا مجرب آسمانی نسخہ ہے۔تم برق وباراں کا ہولناک منظر دیکھ کر اور صاعقہ کی لرزہ خیز کڑک سن کر دبک نہ جایا کرو بلکہ کہا کرو۔

''اے ہمارے رب، ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر دینا اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر ڈالنا اور ہمیں ان دونوں سے پہلے اپنی حفاظت کے حصار اور عافیت کی پناہ میں لے لینا''۔

یہ دعا اتنی یقینی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کے پڑھنے کے بعد بجلی کسی کو گزند پہنچائے تو وہ شخص میدانِ حشر میں ان کو پکڑ لے کیونکہ یہ دعا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کردہ ہے۔

سو، اے مومن ومسلم بھائیو! ہمارے عقائد ٹھوس بنیادوں پر قائم ہیں کیونکہ یہ اس اللہ کی عطا ہیں جو غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ اپناؤ، ان پر سختی سے جم جاؤ۔رہا یہ کہ تم اللہ کے کسی نوشتہ تقدیر سے بچ جاؤ اور اس کے فیصلوں کی راہ میں اپنی ضعیف الاعتقادی کے تراشے ہوئے عقائد ضعیفہ سے کوئی رکاوٹ کھڑی کر دو تو یہ تمہاری بھول ہے۔نظر بد، حاسد کے حسد اور گنڈے کی گرہوں میں جادو پھونکنے والیوں سے سورۃ فلق میں اللہ کی حفاظت طلب کرنے کی دعا سکھا دی گئی

ہے۔ نظر بد کے اتارنے کا طریقہ بھی حدیث میں بتا دیا گیا ہے مگر تم نے ہندوؤں کا طریقہ اپنایا ہے کہ مریض پر سے سرخ مرچیں وار کر انہیں آگ میں جلاتے ہو یا چولہے میں پھٹکڑی کی ڈلی ڈال کر اسے جلاتے ہو اور اس کے پگھلنے سے جو بڑا وا بنتا ہے، اسے حاسد یا نظر لگانے والے کی ہیئت سمجھتے ہو۔ حیف ہے تم پر جو اتنے زبردست دین کے پیروکار ہو کر بھی ہنود کی ضعیف الاعتقادی کو اپنا لیتے ہو۔ تم زبان سے اقرار کرتے ہو کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کا نوشتہ ہے۔ تم اس سے کسی بھی طرح بچ نہیں سکتے ہو۔ ہاں صدقہ رد بلا کا یقینی طریقہ ہے مگر تم نے اس میں بھی ''کالا'' کی شرط لگا کر کھوٹ پیدا کر دیا ہے۔ گنڈے بازوں کے بہکاوے میں آ کر تم الو ڈھونڈتے پھرتے ہو اور اس کے لہو سے گنڈے لکھواتے ہو۔ یہاں پھر تمہاری عقل پر پتھر پڑ گئے کہ اگر الو منحوس ہے تو اس کے خون میں تمہارے مقدر کی نحوستوں کو، سعادتوں میں بدل دینے کی برکت کہاں سے آ گئی؟ اگر عقل سے کام لو اور اپنے دینِ غالب کے مضبوط عقائد کی عقلی اور سائنسی اساس پر نظر کرو تو اوہام پرستی پر لعنت بھیج سکتے ہو مگر تم تو جوتش، رمل، فال اور جفر کے جال میں پھنس گئے ہو اور ایسی ایسی نالائق حرکتیں کرتے ہو کہ تم پر شیطان بھی ہنستا ہے حالانکہ تم یہ سب کچھ اسی کی تعلیم سے کرتے ہو وہی تمہارے دلوں میں جنات کے وساوس ڈالتا ہے۔ وہی تمہیں انسانوں سے ڈراتا ہے۔ ہم تمہیں ضعیف الاعتقادی اور اوہام پرستی کے معنی بتاتے ہیں: ''غیر حقیقی اشیاء پر یقین کرنا'' تمہارا دین حقیقی، ٹھوس اور یقینی باتوں پر قائم ہے۔ ابھی دن نہیں چڑھتا کہ ساسوں کے آزار سے چھٹکارہ پانے کی آرزومند بہوئیں اور خاوندوں کو غلام بنانے کی خواہش مند بیویاں اور معشوق قدموں میں لانے کے متمنی آوارہ لڑکے، رمالوں، جوتشیوں، بنگالی بابوں، فال گیروں، پامسٹوں اور ان پڑھ جفاروں کے دفاتر میں، غول در غول پہنچ جاتے ہیں۔ بڑی بڑی بھاری فیسیں ادا کرتے ہیں اور جادو ٹونے کے دھندے میں لگ جاتے ہیں۔ ہم ان سب لوگوں کو ایک بات بالیقین بتائے دیتے ہیں کہ یہ سب لوگ ٹھگ ہیں۔ ان کے پاس کوئی ہنر نہیں ہے۔ یہ جن علومِ سفلی یعنی جادو وغیرہ میں صاحبِ کمال ہونے کے مدعی ہیں، نرا دعوائے باطل کرتے ہیں۔ اگر یہ جادو سے تمہاری بگڑی بنا سکتے ہوں تو اپنی ہی بگڑی کیوں نہ بنالیں اور پرانی کھوپڑیوں کی مکروہ شکلیں اخبارات میں دے کر تمہیں اپنی طرف کیوں متوجہ کرتے ہیں۔ اگر تم یہ یقین رکھتے ہو کہ نوشتہ تقدیر کو کاتبِ تقدیر کے بغیر کوئی اور بھی بدل سکتا ہے تو اپنے دل سے پوچھو کہ پھر لکھنے والا غالب ہے یا بدلنے والا؟ صرف اسی ایک سوال سے تم ضعیف الاعتقادی سے نجات پا سکتے ہو۔ قرآن سنو، ﴿واللہ غالب علی امرہ﴾ اللہ اپنے تمام امور میں غالب ہے، جادوگر اللہ کو مغلوب نہیں کر سکتا۔ لوحِ محفوظ کی تحریریں، الٹے سیدھے نقوش سے مٹائی نہیں جا سکتیں۔ پرائز بانڈز کے لکی نمبر تمہیں بتانے والے، اس لکی نمبر کا پرائز بانڈ خود ہی خرید کر انعام کیوں نہیں حاصل کر لیتے؟ وما علینا الا البلاغ